ڈاکٹر رؤف پاریکھ
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

اردو، فارسی اور عربی کہاوتوں کی شعری اسناد

(جو اردو لغت بورڈ کی لغت میں درج نہیں)

The Urdu language has a vast body of proverbs and Urdu dictionaries invariably enlist them. Borad's 22-volume Urdu dictionary is compiled on historical principles and it has also recorded a large number of Urdu, Persian and Arabic proverbs used in Urdu. Such dictionaries need to record explanatory citations from different literary eras and the first citation would serve as the proof of the earliest usage in the language. Though Dictionary Board's dictionary has given a large number of citations from Urdu poetry while recording/explaining Urdu proverbs, it lacks sufficient number of citations for certain proverbs. In some cases, the evidence of the earliest usage is also missing.This paper records, explains and provides the readers with earliest or later-era citations from Urdu poetry that should have been part of Urdu Dictionary Board's corpus but are somehow missing.

یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ فی زمانہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی کہاوت اور محاورے کے فرق سے واقف نہیں۔ اس کی کئی مثالیں ہیں لیکن سرِ دست صرف ایک پیش ہے: کچھ عرصے قبل اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس نے دلی کی خواتین کی کہاوتوں اور محاوروں پر ایک کتاب شائع کی تو اسے کہاوت اور محاورے کے عنوان سے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ دونوں حصوں میں کہاوتیں اور محاورے درج ہیں۔ مصنفہ اور ناشر نے بھی اس امر پر غور نہ کیا کہ کہاوت اور محاورے کی بنیادی تقسیم اور تفہیم کے بغیر ان کا دو الگ حصوں میں اندراج کیا معنی رکھتا ہے۔ حالانکہ اس فرق کو سمجھنا آسان ہے اور تقریباً ہر اردو لغت میں کہاوتیں درج کی جاتی ہیں اور ان کی وضاحت کے لیے کہاوت یا مَثَل یا ضرب المَثَل کا لفظ یا اس کی کوئی مقررہ علامت درج کی جاتی ہے۔

کہاوت یا ضرب المثل کو انگریزی میں saying, proverb, maxim, adage جیسے نام دیے گئے ہیں۔ کہاوت اس مختصر اور پُر اثر جملے یا فقرے کو کہتے ہیں جس میں کوئی صداقت بیان کی گئی ہو اور جو لوگوں کی زبان پر چڑھ گیا ہو۔ کہاوت عقل و دانش کو بیان کرتی ہے اور بالعموم کسی صورتِ حال یا واقعے کے کسی خاص پہلو یا سبق کی وضاحت کرتی ہے۔ محاورہ، جو انگریزی میں idiom کہلاتا ہے، دراصل کسی مصدر کے بغیر نہیں ہوتا اور حقیقی کی بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کہاوت مجازی معنی میں استعمال نہیں ہوتی۔ بعض کتب میں بھی صراحتاً بتایا گیا ہے کہ کہاوت اور محاورے میں کیا فرق ہوتا ہے، مثلاً یونس اگاسکر نے اپنی کتاب ”اردو کہاوتیں اور ان کے سماجی و لسانی پہلو“[1] میں کہاوت کے مفہوم، اس لفظ کے مترادفات اور کہاوت اور محاورے کا فرق خوبی سے واضح کیا ہے۔ محاورے پر تو ہمارے ہاں خاصا لکھا گیا ہے اور مولانا حالی نے بھی ”مقدمۂ شعر و شاعری“[2] میں محاورے

اور روزمرہ پر بحث کی ہے۔شو ۔ سبزواری کے مضمون ''محاورہ اور روزمرہ''۳ میں اس پر اچھی بحث ہے۔ان منابع کے علاوہ بھی اس موضوع پر مبا # ملتے ہیں۔لیکن ان مبا # کو یہاں دہر* تحصیلِ حاصل ہوگا اور اس مقالے کا مقصد بھی کچھ اور ہے۔

انگر یزی میں کہاوتوں کی وہ افراط نہیں جو اردو میں ہے اور نہ ہی انگریزی لغات میں کہاوتیں درج کی جاتی ہیں۔ اردو کی متداول لغات میں کہاوتوں کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کہاوتوں کی خصوصی لغات بھی مر$ کی گئی ہیں۔ ارد و لغت بورڈ کی مر$ کردہ* K جلدوں پر محیط لغت ''اردو لغت (* ر[اصول پر)''۴ میں بھی بہت بڑی تعداد میں کہاوتیں موجود ہیں۔ بورڈ نے حتی الامکان ان کی اسناد دینے کی بھی کوشش کی ہے۔ البتہ بعض کہاوتیں اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہیں، کچھ کی اسناد فراہم نہ ہوسکیں ، کچھ کے ساتھ اسناد ہیں تو تعداد میں کم ہیں اور بعض شعری اسناد کا متن مختلف ہے۔اس مقالے کا مقصد تنقید نہیں بلکہ اردو میں مستعمل کچھ اردو، عربی اور فارسی کہاوتوں کے استعمال کے ضمن میں ان شعری اسناد کی فراہمی ہے جن کا # راج بورڈ کی لغت میں نہیں ہوسکا ہے* ان کی سند کے متن میں اختلاف ہے۔اسی طرح جن کہاوتوں کا # راج بورڈ کی لغت میں ہونے سے رہH ہے یہاں ان کو مع اسناد پیش کیا جارہا ہے۔

بورڈ کی لغت* ر[اصول' (اسے انگریزی میں historical principal* philological prinicpal کہتے ہیں) پر مر$ کی گئی ہے اور جو لغات اس اصول پر مر$ کی جاتی ہیں ان میں ہر لفظ کے معنی کی سند دینا لازمی ہو* ہے ۔چوè لفظ کے معنی استعمال سے طے ہوتے ہیں لہٰذا ضروری ٹھہر* ہے کہ ہر دور سے اس لفظ کے استعمال کی سند دی جائے۔ اس مقصد کے لیے ادب کے لسانی ادوار کا تعین کیا جا* ہے اور ہر دور سے کم از کم ای سند دینا ضروری ہو* ہے۔کسی لفظ کے استعمال کی پہلی سند جو قدیم ت ین دور سے دی جائے گی اس سے گو* یہ# ازہ ہوگا کہ اس ز ن میں یہ لفظ ان معنوں میں سے رائج ہے۔اسی طرح اگر کسی لفظ کے کسی ای دور میں استعمال کی سند مثالیہ اشعار ر ی ٹکڑوں سے دے دی جائے لیکن اس کے بعد دور کی سند نہ دی جائے تو گو* یہ* ملتا ہے کہ بعد کے دور میں یہ لفظ ان معنوں میں رائج نہیں رہا۔گو* ابتدائی دور کی سند بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی بعد کے ادوار کی۔

کہاوتوں پر کچھ اور کام کرتے ہوئے راقم کی Ã سے بڑی تعداد میں ایسے اشعار گزرے جن میں ضرب الامثال کوÄ کیاH تھا۔ کچھ تو ایسے اشعار بھی ہیں جو خود مشہور ہوکر ضرب المثل بن گئے ہیں۔ ان سے صرفِ Ã کرنے بعد بھی خاصی بڑی تعداد میں ایسے اردو اشعار مر$ ہوگئے جن میں اردو ، فارسی اور عربی کی کہاوتیںÄ ہوئی ہیں۔ راقم نے ان کا موازنہ بورڈ کی لغت سے کیا تو احساس ہوا کہ لگ بھگ بیس ہزار صفحات پر محیط بورڈ کی لغت میں ہزارہا کہاوتیں درج ہیں اور بیشتر کی اسناد بھی موجود ہیں۔ بورڈ کی لغت کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ راقم کے مر$ کردہ اشعار میں سے بہت سے اشعار بورڈ کی لغت میں بطور سند موجود بھی ہیں۔ لہٰذا تحصیل حاصل سے بچنے کے لیے صرف ان اشعار کو یہاں قرار رکھاH ہے جو بورڈ کی لغت میں نہیں ہیں* لخصوص وہ اسناد جو بورڈ میں درج اسناد سے قدیم ت ہیں ۔بعض کہاوتیں بورڈ کی لغت میں درج نہ ہوسکیں ۔ ان کو اسناد کے ساتھ یہاں پیش کیا جارہا ہے *۔ کہ اس لغت کی نظرِ* نی اور اشاعتِ نو کے وقت ان کو شامل کرلیا جائے۔) رعرض ہے کہ اس مقالے کا مقصد اردو لغت بورڈ کی *K (۲۲) جلدوں پر محیط ''اردو لغت(* ر[اصول پر)'' کی تنقیص نہیں۔اردو کی یہ ضخیم ت ین لغت بلا شبہ اردو کی عظیم ت ین لغت

بھی ہے۔لیکن ظاہر ہے کہ پچاس سال کے عرصے میں مکمل ہونے والی ضخیم ترین لغت میں کچھ نہ کچھ کمی تو ہوگی، ہمیں اس کی خوبیوں پر Ãر p ہوئے اسے بہتر بنانے پر توجہ دینی چاہیے۔اس لغت پر نظرِ ثانی اور اس کو بہتر بنانے کی تجاویز پیش کرنا اہل علم کی ذمے داری ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالرشید صاحب (دہلی) نے قابلِ قدر کام کیا ہے۔[۵] اور بورڈ کو چاہیے کہ لغت کی اشاعتِ نو کے وقت ڈاکٹر صاحب کی تجاویز کو ضرور شامل کرے۔ یہ عاجز طالب علم بھی حصہ بقدرِ جثہ کے مصداق اپنا حقیر سا حصہ ڈال رہا ہے۔منشا اعتراض نہیں بلکہ کمی پوری کرنا ہے۔

بعض اسناد کے اصل مآخذ کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے لیکن یہ اسناد چونکہ مستند منابع مثلاً تذکروں یا تاریخ ادب کی کتابوں میں درج تھیں لہٰذا انہی کے حوالے کے ساتھ یہاں پیش کی گئی ہیں۔اس مقالے میں اشعار کا حوالہ حواشی میں درج کرنے کی بجائے شعر کے ساتھ ہی قوسین میں دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو ہر شعر کے بعد حواشی نہ دیکھنے پڑیں۔ البتہ ان کے مآخذ کی تفصیلات مقالے کے آخر میں فہرستِ اسناد میں درج کردی گئی ہیں۔طریقِ کار یہ ہے کہ پہلے الف بائی ترتیب سے کہاوت درج کی گئی ہے اور اس کے آگے قوسین میں کہاوت کے ماخذ کا نام مختصراً درج کیا گیا ہے۔اگلی سطر میں اس کہاوت کا مفہوم بیان ہوا ہے اور یہ مفہوم بیشتر ''جامع الامثال'' سے اور بعض صورتوں میں بورڈ کی لغت سے ماخوذ ہے،کہیں کہیں راقم نے مفہوم کی وضاحت کے لیے اضافہ بھی کیا ہے۔ اس سے اگلی سطر میں بورڈ کی لغت میں کہاوت/سند کا اندراج ہونے یا نہ ہونے سے متعلق اطلاع دی گئی ہے یا دیگر معلومات درج کی گئی ہیں۔

''جامع الامثال'' میں چونکہ کہاوتوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے اور یہ ایک مستند کام ہے لہٰذا اس کو یہاں بیشتر کہاوتوں کے متن کے لیے ترجیح دی گئی ہے اور بعض صورتوں میں بورڈ کی لغت سے بھی مدد لی گئی ہے۔بعض عربی و فارسی کہاوتوں کے لیے ''فرہنگِ امثال'' اور ''محبوب الامثال'' کو بھی ترجیح دی گئی ہے۔ بورڈ کی دی گئی اسناد میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ماخذ کے حوالے میں صرف صفحے کا شمار دیا گیا ہے یہ نہیں بتایا گیا کہ اسے کس نسخے سے لیا گیا ہے حالانکہ اردو کی کلاسیکی شاعری کے مختلف متون میں اختلافِ نسخ بہت ہیں اور طباعت و کتابت کی اغلاط بھی بہت ہیں۔ دراصل بورڈ کا منصوبہ تھا کہ آخری جلد کی اشاعت کے بعد لغت میں شامل اسناد کے مآخذ کی فہرست شائع کی جائے گی لیکن یہ فہرست اب تک نہیں چھپ سکی (اور نہ ہی مستقبلِ قریب میں اس کا امکان نظر آتا ہے) لہٰذا قارئین کے لیے اس امر کا تعین بہت دشوار ہے کہ بورڈ نے کس نسخے سے سند کا متن اخذ کیا ہے۔ہم نے یہاں مہیا کی گئی اسناد کی تفصیلات مقالے کے آخر میں فہرستِ اسنادِ محولہ میں درج کردی ہیں اور کوشش کی ہے کہ مستند مآخذ سے سند مع مکمل حوالہ جات پیش کی جائے۔

اس مقالے میں استعمال کیے گئے مخففات کی کلید یہ ہے:

☆ بورڈ: اردو لغت (تاریخی اصول پر)، مرتبہ اردو لغت بورڈ۔

☆ جامع: جامع الامثال، مرتبہ وارث سرہندی، نظرِ ثانی شان الحق حقی۔

☆ فرہنگ: فرہنگِ امثال، مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب۔

☆ محبوب: محبوب الامثال، مرتبہ مولوی محبوب عالم (مدیر ''پیسہ اخبار''، لاہور)،

☆ **اپنی رادھا کو* یـ د کرو (جامع)**

اپنا کام کرو، ہم سے تمھارا کچھ واسطہ نہیں۔

بورڈ نے جان صا # کی سند دی ہے لیکن شوق کی سند بھی موجود ہے :

گو مچلکہ نہ اس کا دیجے آپ

اپنی رادھا کو* یـ د کیجئے آپ (شوق لکھنوی، مثنو* یـ ت شوق، ص۱۸۲)

☆ **اصلِ+ از خطا خطا نکند (جامع)**

+ اصل سے+ ی ضرور ہوتی ہے، کمینہ دھوکا ضرور دیتا ہے۔

بورڈ نے اس کہاوت کا # راج نہیں کیا۔ جامع کے علاوہ فرہنگ میں بھی درج ہے اور بقول صاحبِ فرہنگ اس مصرعے کے معنی یہ بھی ہو h ہیں کہ+ اصل آدمی غلطی سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر خطا کر* ہے۔ اس کہاوت کی سند حاضر ہے:

یہ مثل ہے انھیں کے حق میں سند

اصلِ+ از خطا خطا نکند (ā شکوہ* دی، کلیاتِ ā ،ص ۵۹۱)

☆ **الجنس یمیل الی الجنس (محبوب)**

ہر شے اپنے ہم جنس کی طرف میلان رb ہے، یعنی ا یـ جیسے لوگوں میں خوب میل * ہے (فارسی میں کہتے ہیں : کند ہم جنس *. ہم جنس پرواز، کبو*. کبو*. ر**. ز)۔ بورڈ نے اس کہاوت کا # راج نہیں کیا۔ ذوق (متوفی ۱۸۵۴ء) کے ا یـ شعر میں "الحسن الی الحسن یمیل" کے الفاظ ہیں۔ ممکن ہے "جنس" کو کا $ نے "حسن" لکھ* یـ ہو، وزن بھی دونوں لفظوں کا ا یـ ہے۔ بہرحال سند پیش ہے:

روے نیکو پہ ہے مائل * ی خوے نیکو

کہوں کیوں کر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل [کذا] (ذوق، کلیات، ج۲، ۷۵)

☆ **القاص لا یحِب القاص (محبوب)**

(ا یـ) قصہ گو (دوسرے) قصہ گو کو پسند نہیں کر* (پیشہ ورانہ رقا $ کی طرف اشارہ ہے)۔

اردو میں گو کم مستعمل ہے 1 سند بھی موجود ہے۔ بورڈ نے اس کہاوت کا # راج نہیں کیا۔

شیفتہ نے ہماری داد نہ دی

سچ ہے القاص لا یحب القاص (شیفتہ، کلیات، ص۵۲)

☆ **ان تلوں میں تیل نہیں (جامع)**

یہاں یہ مطلب حاصل نہیں ہوگا، یہاں آس لگا* فضول ہے، بے مروت* یـ بخیل ہیں۔

بورڈ نے سند دی ہے۔ ا یـ اور سند بھی پیش ہے:

آپ سے میل ہی نہ تھا گو یا

ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا گو یا (شوق لکھنوی، مثنو یاتِ شوق، ص۱۷۵)

☆ ای- تو چوری دوسرے اس پر سینہ زوری (جامع)

قصور کر کے اس پر شرمانے کی بجائے منہ زوری اور ڈھٹائی۔

بورڈ نے اس کا متن یہ دیا ہے: ای- تو چوری اور اس پر سر/سینہ زوری۔ بورڈ نے رشک کے دیوان کے قلمی نسخے سے سند دی ہے۔نواب مرزا شوق لکھنوی (متوفی ۱۸۷۱ء) کی سند بھی موجود ہے:

اب کہاں ت- کروں میں غم خوری

ای- تو چوری اس پہ سر زوری (شوق لکھنوی، مثنو یاتِ شوق، ص۲۲۲)

☆ ای- سر (اور) ہزار سودا/سودے (جامع)

ای- آدمی اور بے شمار کام۔

بورڈ نے قدیم ترین سند طلسم ہوش ربا (۱۸۹۱ء) کی دی ہے۔ اس سے پرانی سند پیش ہے۔ای- سند اس کے بعد کی بھی ہے۔البتہ کہاوت کے متن میں ''ای- '' کے علاوہ ''اک'' کا لفظ بھی ملتا ہے، داغ کے ہاں بھی ''اک'' ہے۔ ملاحظہ ہو:

تیری زلفِ سیہ سے اے پیارے

مجھ کو اک سر ہزار سودا ہے

(میر کلو خاکسار، شاگرد مظہر جان جاناں،

بحوالہ قائم چاند پوری، مخزنِ نکات، ص۱۴۳)

د* کے کام پورے Ki ن سے ہوں کیونکر

یہ تو وہی مثل ہے اک سر ہزار سودا (داغ، یادگارِ داغ، ص۳۰۰)

☆ ای- کی دوا دو (جامع)

ای- شخص پر دو غالب آ h ہیں۔

بورڈ نے صرف ای- سند (رقعاتِ صادقہ، ۱۸۹۹ء) درج کی ہے، بعد کے دور میں بھی مستعمل رہی۔ آرزو لکھنوی (متوفی ۱۹۵۱ء) کی سند پیش ہے:

کس کس سے بچے دل کہ ادھر عشق ادھر حسن

مشہور ہے یہ ای- کی د* میں دوا دو (آرزو لکھنوی، فغانِ آرزو، ص۱۵۶)

☆ **آسمان دور زمین سخت ہے/زمین سخت ہے آسمان دور ہے (جامع)**

سخت مصیبت ہے، کوئی جاے پناہ نہیں۔

بورڈ نے میر (متوفیٰ ۱۸۱۰ء) کی سند دی ہے، شوق (متوفی ۱۸۷۱ء) کی سند بھی موجود ہے:

؎ میں اب اس کو کیا کروں کم بخت

آسماں دور ہے زمیں ہے سخت (شوق لکھنوی، مثنویّاتِ شوق، ص ۲۵۲)

☆ **آگ ęآئے تھے کیا آئے کیا چلے (جامع)**

آ کر فوراً ہی واپس جانے والے سے کہتے ہیں (کسی زمانے میں چولھا جلانے کے لیے ،پڑوس سے آگ کا انگارا وغیرہ ę جاتے تھے اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص ذرا د، بھی رک نہیں سکتا تھا)۔

بورڈ نے اس کا متن ''آگ ę کو*'' ڈ، ہے اور اسے بطور محاورہ درج کیا ہے۔لیکن یہ کہاوت ہے جیسا کہ بورڈ کی دی گئی سندوں سے بھی ظاہر ہے۔ ذوق کی سند بھی موجود ہے جو بورڈ نے نہیں دی اگر چہ ذوق کی شاعری میں موجود محاورات اور ضرب الامثال کو بورڈ نے کثیر تعداد میں بطور سند درج کر کے مستحسن کام کیا ہے:

ę ہی دل جو عاشقِ دل سوز کا چلے

تم آگ ę آئے تھے کیا آئے کیا چلے (ذوق، کلیات، ج۱،ص ۳۰۷)

☆ **+ اچھا+*م، ا (جامع)**

جس شخص کا* م+* م ہو جائے ہر، ائی اس کے* م تھوپ جاتی ہے چاہے اس نے کی* نہ کی ہو۔

بورڈ نے حالی (متوفی ۱۹۱۴ء) اور شوق قدوائی (متوفی ۱۹۲۵ء) کی سندیں دی ہیں، اسمٰعیل میرٹھی (متوفی ۱۹۱۷ء) کی سند بھی موجود ہے:

+ کی صحبت میں مت بیٹھو اس کا ہے ا م، ا

+ نہ بنے تو+ کہلائے+ اچھا+* م، ا (اسمٰعیل میرٹھی، حیات وکلیاتِ اسمٰعیل، ص ۳۴۷)

☆ **، ات عاشقاں، شاخِ آہو (جامع)**

فرہنگ میں اس کے معنی لکھے ہیں: عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگ ،پ ۔مراد یہ ہے کہ عاشقوں کے مقدر میں محرومی ہے۔ جامع کے مطابق اس کے معنی ہیں:* ممکن* ،ت ہے، حصولِ مقصد ممکن نہیں۔ اقبال کیÄ ''خضرِ راہ'' کا مصرع:

شاخِ آہو، پ رہی صدیوں تلک تیری، ات (* ،نگِ درا)

اسی فارسی کہاوت سے ماخوذ ہے۔

بورڈ نے اس کہاوت کا+ راج نہیں کیا گو* سخ (متوفی) کے ہاں بھی اس کی سند موجود ہے۔ 5 حظہ ہو:

سوالِ وصل پہ ملنا پری رو تیرے لب وکا

اشارہ ہے پہ اتِ عاشقاں پہ شاخِ آہو کا (سخ، کلیات، ج۱، ص ۵۹)

☆ پہ عکس نہند م زنگی کافور (جامع)

(لوگ) حبشی کا م کافور (حقیقت کے پہ عکس ر p ہیں (زنگی یعنی حبشی کالا اور کافور سفید ہے)، بے جوڑ م پہ طنز ہے، نیز کسی شخص کی حرکتیں اس کے م شہرت کے پہ عکس ہوں تو کہتے ہیں۔اسی طرح کی ای کہاوت ہے :پڑھے نہ لکھے م محمد فاضل۔

بورڈ نے احمد اور شبلی نعمانی کی اسناد دی ہیں۔قدیم سند مصحفی (متوفی ۲۵۔۱۸۲۴ء) کی موجود ہے:

یہ وہ ہے مثل کہ مصحفی کہتے ہیں

پہ عکس نہند م زنگی کافور (مصحفی، کلیات، ج ا،ص ۵۸۳)

☆ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ (جامع)

مشکل کام دیکھا تو کھسک گئے۔

بورڈ نے محاورے کے طور پہ درج کیا ہے۔ میر کی سند کے علاوہ ای اور سند بھی دی ہے ۔1 داغ کے ہاں بھی ہے:

بے ستوں کاٹ کے فرہاد ہوا ی

ہم نے کیوں چھوڑ چوم کے بھاری پتھر (داغ دگارِ داغ، ص ۳۱۱)

☆ بھاگتے بھوت رچور کی لنگوٹی ہی سہی ربھلی (جامع)

جاتی ہوئی چیز میں سے جو مل جائے غنیمت ہے۔

بورڈ نے قدیم ین سند اودھ کے ۱۹۲۵ء کے ای شمارے سے دی ہے جبکہ مصحفی (متوفی ۲۵۔۱۸۲۴ء) کے ہاں موجود ہے۔

بھاگتے چور کی لنگوٹی ہے

مصحفی ہاتھ لگے کر صبر (مصحفی، کلیات، ج۷، ص ۳۱۴)

☆ پہلے منہ چومتے رچوتے ہی گال کا (جامع)

شروع ہی میں ادی، ابتدا ہی میں شرارت کی۔

بورڈ نے اسے درج کیا ہے، رنگین سے سند دی ہے۔ میر (متوفی ۱۸۱۰ء) اور شوق کے ہاں بھی ہے:

کیا تم کو پیار سے وہ اے میر منہ لگاوے

پہلے ہی چوتے تم تو کاٹو ہو گال اس کا (میر، کلیات، ج۳، ص ۵۶)

کھل مجھ پہ تیرا سارا حال

پہلے منہ چومتے ہی کا گال (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص ۲۱۶)

☆ **پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان (جامع)**

جس چیز سے نقصان ہو وہ کس کام کی ۔ اس کے متن میں پھٹ کی بجائے بھٹ بھی ملتا ہے۔

بورڈ نے شوق لکھنوی کی سند مہذب اللغات کے حوالے سے دی ہے۔لیکن را - حوالہ چاہیے جو پیش ہے:

جان کر ڈالی . مری ہلکان

پھٹ پڑے سونا جس سے ٹوٹیں کان (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص۲۱۲)

☆ **تل اوٹ پہاڑ اوٹ (جامع)**

جو چیز آ ç کے سامنے نہیں اگر وہ قریب بھی ہے تو دور ہے۔

آ ç اوجھل پہاڑ اوجھل زیادہ رائج ہے لیکن اس کے مختلف متن ملتے ہیں جو بورڈ نے بھی دیے ہیں البتہ اسناد . کی نہیں دیں۔ ایک سند پیش ہے:

ہے مثل تل اوٹ ہے پہاڑ

آ ç . ہم ملتے ہی دل ملH (جلیل ما - پوری، تاجِ سخن، ص۱۴)

☆ **تلوار سے پانی . انہیں ہوتا (جامع)**

ایک خاندان کے آدمی گو آپس میں جھگڑتے ہیں بوقتِ ضرورت اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

بورڈ نے اس کہاوت کا اندراج نہیں کیا۔سند بھی پیش ہے:

بحرِ وحدت میں ہوں میں گو سرH مثلِ حباب

چوب کیا تلوار سے پانی . ا ہوتا نہیں (ناسخ، کلیات، ج۱،ص ۱۵۹)

☆ **تم نے اڑا N ہم نے بھون بھون کھا N (جامع)**

ہم تم سے زیادہ چالاک ہیں، ہم تمھاری چالاکیاں سمجھتے ہیں۔

بورڈ نے شوق کی سند دی ہے 1 ایک تو متن میں فرق ہے ،دوسرے نور اللغات کے حوالے سے درج کیا ہے۔صحیح سند مع حوالہ حاضر ہے:

تم نے صا # اگر اڑائی ہیں

ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہیں (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص۲۱۴)

☆ **تو نہیں تیرا بھائی سہی (جامع)**

تو نہیں تو تیرے جیسا کوئی اور سہی، یہ کام کرنے والے بہت مل جا N گے۔اس کا ایک متن ''تو نہیں تیرے بھائی تیس ہزار''

بھی ہے۔ سند بھی حاضر ہے:

رنج ہو‍ نہ ‍Ÿ کا زنہار

تو نہیں تیرے بھائی تیس ہزار (شوق لکھنوی، مثنو‍یاتِ شوق، ص۱۸۰)

☆ **تین دن قبر رگور میں بھی بھاری ہیں (جامع)**

بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قبر میں تین دن -- حساب ہو‍ ہے یعنی د* کی بجائے آ ‍ت کی فکر کرنی چاہیے۔

بورڈ نے صرف ا‍ - سند دی ہے جو میر کی ہے، میر کے بعد بھی سند ملتی ہے:

سچ ہے قسمت سے لوگ عاری ہیں

تین دن قبر میں بھی بھاری ہیں (شوق لکھنوی، مثنو‍یاتِ شوق، ص۲۲۲)

☆ **ٹھٹیرے ٹھٹیرے + لائی (جامع)**

دو ا‍- جیسے ہم پلہ افراد کے درمیان معاملہ۔ اس کا ا‍- ا5 ہائے مخلوط کے بغیر یعنی "ٹھٹیرے" بھی ہے۔

بورڈ نے دو اسناد دی ہیں، ۱۸۱۴ء اور ۱۹۴۲ء کی۔ درمیانی عرصے کی سند پیش ہے:

تم نے بندی سے پیش ‍. *‍ئی

ہے ٹھٹیرے ٹھٹیرے + لائی (شوق لکھنوی، مثنو‍یاتِ شوق، ص۱۷۴)

☆ **جان ہے تو جہان ہے (جامع)**

ز‍+ گی کے ساتھ ‍. لطف ہے۔

بورڈ نے + راج کیا ہے 1 اولین استعمال کی سند طلسم ہوش ‍ .(۱۸۹۱ء) سے دی ہے جبکہ میر (متوفی ۱۸۱۰ء) کے ہاں موجود ہے:

میر عمداً بھی کوئی مر‍ ہے

جان ہے تو جہان ہے پیارے (میر، کلیات، ج۱، ص۵۰۶)

☆ **جلدی کا کام شیطان کا (جامع)**

جلدی کرنے میں کام ‍ اب ہو‍ ہے۔

بورڈ نے ذوق کی سند دی ہے لیکن متن ذرا سا مختلف ہے۔

ہو تُو عاشق سوچ کر اس دشمنِ ایمان کا

دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا (ذوق، کلیات، ج۱، ص۱۴۳)

☆ **جو اَ‍ جتا ہے اَ‍ جتے ہیں وہ. ستا ر. ستے نہیں (جامع)**

شیخی مارنے والا کچھ نہیں کر‍، دھمکیوں سے دبنا نہیں چاہیے۔

بورڈ نے ''جو'' کے ساتھ جو متن دِ ہے اس میں اَ جتا۔ ستا ہی ہے ، اَ جتے ۔ ستے نہیں لکھا اور اس کے ساتھ ۱۸۰۳ء اور ۱۹۰۷ء کی اسناد دی ہیں (جلد ۶)۔ جبکہ '' جو'' کے بغیر صرف اَ جتے ۔ ستے درج کیا ہے اور اس کے ساتھ کوئی سند نہیں دی (جلد ۱۵)۔

سرِ مژگاں بوقتِ لہ آ 2 کو ستے ہیں

یہ سچ ہے جو اَ جتے ہیں وہ دل کم۔ ستے ہیں (شاہ نصیر، کلیات، ج۲، ص ۲۸۱)

☆ جی ہے تو جہاں ہے (جامع)

گی کے ساتھ . لطف ہے۔

بورڈ نے غ و بہار (سالِ تکمیل ۱۸۰۱ء) اور شوق قدوائی کی سند دی ہے۔ لیکن قدیم سند میر سوز (متوفیٰ ۹۹۔۱۷۹۸ء) کی موجود ہے:

مشہور ہے یہ ت کہ جی ہے تو ہے جہاں

آپ ہی اٹھے جہاں سے تو گو جہاں اٹھا (میر سوز، کلیات، ص ۲۰)

☆ جیتی مکھی کوئی ہے نہیں کھائی جاتی (جامع)

دانستہ غلطی نہیں کی جا سکتی۔

بورڈ نے محاورہ قرار دِ ہے اور یہ متن دیے ہیں: جیتی مکھی دیکھ کر کھا ؛ جیتی مکھی ۔ نور اللغات کے مطابق '' جیتی مکھی نہیں نگلی جاتی'' (جلد ۲) کہاوت ہے۔ بورڈ نے ''جیتی مکھی ۔'' کو ''جیتی مکھی کھا'' سے رجوع کر ہے لیکن اس کا راج نہیں کیا۔ بہر حال، بورڈ نے بہادر شاہ ظفر (متوفیٰ ۱۸۶۲ء) اور حالی کی سندیں دی ہیں لیکن ا ی اور سند بھی موجود ہے:

آگ میں کوئی آپ جلتا ہے

جیتی مکھی کوئی ہے (شوق لکھنوی، مثنوِیاتِ شوق، ص ۱۷۱)

☆ جیسی کہنا ویسی سننا رجیسی کہے ویسی سنے (جامع)

سخت ت کا سخت جواب ملتا ہے۔

بورڈ نے دیوانِ عیش (۱۸۷۹ء) کی سند دی ہے۔ لیکن قدیم سند موجود ہے جس کا راج چاہیے تھا:

نہ بولے زیِ اَ دوں اَ کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے (ذوق، کلیات، ج ۱، ص ۳۹۶)

☆ چت بھی میری بھی میری (جامع)

ہر طرح اپنا ہی فا ہ ڈھو تے ہیں۔

بورڈ نے راج کیا ہے لیکن کوئی سند نہیں دی۔ سند حاضر ہے:

پ# بھی اپنی ہے $ بھی اپنی ہے

میں کہاں ہار ماننے والا ؔ ہوں نانہ چنگیزی، گنجینہ، ص ۱۲)

☆ چوری کا گڑ میٹھا (جامع)

مفت کی چیز کا مزہ زیادہ ہوتا ہے۔

بورڈ نے دو اسناد دی ہیں۔ ایک اور سند بھی ہے۔

دلا سونے میں قند . کے [تو] خاطر خواہ بوسے لے

مثل مشہور ہے د* میں گڑ میٹھا ہے چوری کا (حسن علی، بحوالہ عبدالسلام ندوی، ج۱، ۱۸۶)

☆ چونی بھی کہے مجھے (موہے) گھی سے کھاؤ (بورڈ)

چونی یعنی دال کا چھلکا 5 ہو* ر یہ ُچورا۔ مراد یہ ہے کہ ادنیٰ آدمی اعلیٰC چاہتا ہے* اہل ہوتے ہوئے بھی اہلC چاہتا ہے، مرتبے سے زیادہ تکریم چاہتا ہے۔ جامع نے درج نہیں کی۔ بورڈ نے درج کی ہے لیکن سند à شکوہ ۴ دی (متوفی ۱۸۸۰ء) کی دی ہے۔ ایک اور سند بھی ہے جو قدیم تر ہے:

اک ذرا ہٹ کے بیٹھو منھ بنواؤ

کہے چونی بھی مجھ کو گھی سے کھاؤ (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص ۱۷۹)

☆ چیونٹیوں بھرا کباب (جامع)

· کارہ چیز، جھگڑے کا گھر، کوئی شے جس میں فائدے کے ساتھ نقصان بھی ہو، نیز ایسا شخص جس کو بہت سے لوگوں کاموں نے گھیر رکھا ہو۔ بورڈ نے اولین سند ۱۹۰۶ء کی دی ہے۔ قدیم تر سند حاضر ہے (البتہ رشید حسن خان نے اس سند میں اس کا ا5’’ چینٹیوں‘‘ لکھا ہے):

ایک ہی خانہ ٔ اب ہے تو

چینٹیوں بھرا کباب ہے تو (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص ۱۷۱)

☆ چھوٹا منھ بڑی بات (جامع)

بڑوں کی عیب جوئی، معمولی آدمی کا اپنی حیثیت سے بڑا دعویٰ۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں لیکن ذوق کے ہاں بھی ہے:

تو کہے غنچے کہ اس . پہ دھڑی خوب نہیں

پ# کہ منھ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں (ذوق، کلیات، ج۱، ص ۲۶۹)

☆ حرام زادے کی رسی دراز ہے (جامع)

شریر آدمی مدت تک جیتا ہے۔بورڈ نے یہ سند دی ہے 1متن میں ذرا سا فرق ہے۔

پہنچا ہے بام . کمند لگا کر وہاں رقیب

سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے (ذوق،کلیات، ج ا،ص۳۲۴)

☆ حسابِ دوستاں در دل

دوستوں کے ساتھ جو سلوک کیا جائے اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیے، دوستوں کی مہربانی کا حساب نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے بدلے میں مناسب طور پر حسنِ سلوک کیا جاتا ہے۔بورڈ نے میر کی سند دی ہے ۔ایک اور سند بھی موجود ہے۔

دیا اک بوسہ پنہاں اس نے ہم کو رات دل لے کر

سو یہ بھی ہم سمجھتے ہیں حسابِ دوستاں در دل (مرزا قاسم رقت، شاگرد جعفر علی حسرت و . اَت،بحوالہ صفیر بلگرامی،ص۱۳۱)

☆ خالہ/خالہ جی کا گھر نہیں (جامع)

آسان کام نہیں۔ بورڈ نے خالہ کا گھر اور خالہ جی کا گھر بطور فقرہ دیا ہے اور معنی دیے ہیں آسان کام معمولی بات۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں۔ایک اور سند بھی حاضر ہے:

دل دینے پہ ہے جی تو کرو خالاں اب

یہ عاشقی ہے شیخ جی خالہ کا گھر نہیں (محمد حسن محسن ،بحوالہ علی الحسینی اَ دبی ی،ص ۱۵۹)

☆ خذ ماصفا (و) دع ما کدر (جامع)

(لفظاً) لے وہ شے جو صاف ہے (اور) چھوڑ جو مکدر ہے، مراد: اچھے اور برے میں امتیاز کرکے اچھی باتیں اپنانی چاہییں اور بری چھوڑ دینی چاہییں۔

بورڈ نے اولین سند مقدمۂ شعر و شاعری (۱۸۹۳ء) سے دی ہے جبکہ دو قدیم تر سندیں موجود ہیں،ایک قائم (متوفی ۹۴۔۱۷۹۳ء) کی اور دوسری ذوق (متوفی ۱۸۵۴ء) کی:

حرفِ کفر و دیں پہ ہی کیا منحصر

ہاں دلا خذ ماصفا دع ما کدر (قائم،کلیات، ج ا،ص ۷۹)

مجھے آتا ہے رشک اس رندِ مے آشام پر ساقی

نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو ما خذ صفا سمجھے (ذوق،کلیات، ج ا،ص۳۷۶)

☆ **دال میں (کچھ) کالا ہے (جامع)**

کسی پوشیدہ بات پر شک کہ ضرور کچھ نہ کچھ ایسا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی۔

بورڈ نے دال میں کالا/کالا کالا ہونا کا اندراج کیا ہے اور اسے محاورہ قرار دیا ہے۔ اسناد درج کی ہیں، لیکن ایک اور سند بھی پیش ہے:

یہاں لاکر جو مجھ کو ڈالا ہے

دال میں کچھ نہ کچھ تو کالا ہے (شوق لکھنوی، مثنویاتِ شوق، ص ۱۶۸)

☆ **درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے او ست (جامع)**

فقیر جہاں رہے وہی اس کا گھر ہے۔

بورڈ نے اولین سند دفترِ بے مثال (۱۸۵۹ء) سے دی ہے۔ اس سے قدیم تر سند درد (متوفی ۱۷۸۵ء) کی موجود ہے:

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے او ست

تو نے سنا نہیں ہے یہ مصرع کہیں (درد، دیوان، ص ۵۴)

☆ **دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر (جامع)**

جہاں رہنا وہاں کے بااثر لوگوں سے دشمنی رکھنا نادانی ہے۔

بورڈ نے اسناد درج کی ہیں۔ ذوق کے ہاں بھی ہے۔

ہو چکی دل کی اپنے عشق میں خیر

رہوں دریا میں اور مگر سے بیر (ذوق، کلیات، ج ۱، ص ۴۱۲)

☆ **دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است**

دشمن اگر طاقتور ہے تو خدا اس سے بھی طاقتور ہے۔

بورڈ نے صرف ایک سند دی ہے جو ۱۸۹۶ء کی ہے۔ کلیاتِ قدر (۱۸۹۱ء) کی سند قدیم تر ہے:

دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است

اے قدر تم نے حال سنا ہو خلیلؑ کا (قدر، کلیاتِ قدر، ص ۱۰۰)

☆ **دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند (جامع)**

دیوانہ بن جا کہ تیرا غم دوسرے کھائیں (اور تو بے فکر رہے)، بے فکرے کے بارے میں کہتے ہیں یا پاگل کا غم دوسرے کھاتے ہیں وہ خود غموں سے آزاد ہوتا ہے۔

بورڈ نے مہذب اللغات اور جامع اللغات کے حوالے سے درج کیا ہے اور کوئی سند نہیں دی۔ سند حاضر ہے:

دیوانہ* ش* غم تو د ۷ اں خو+

واللہ ہوشیار ہے جو کہ مست ہے (پنڈت نسیم، دیوانِ نسیم، ص ۲۸)

☆ **ڈوبتے کو تنکے کا سہارا (جامع)**

مصیبت زدہ کو تھوڑی سی مدد بھی بہت معلوم ہوتی ہے۔

بورڈ نے + راج کیا ہے، اسناد بھی دی ہیں، ا- اور سند بھی ہے:

مغتنم قلزمِ ہستی میں رہا* رِÑ

ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ج* (Ä طباطبائی، دیوانِ طباطبائی، ص ۴۸)

☆ **ذکر العیش نصف العیش (بورڈ)**

لفظاً: عیش کا ذکر آدھا عیش ہے۔ مراداً: عیش کا ذکر بھی لطف ر" ہے۔

بورڈ نے درج کیا ہے اور خطوطِ غا . کے علاوہ ۱۹۵۸ء کی ا- سند دی ہے۔ ا- اور سند حاضر ہے۔

بس کہ ذکر العیش نصف العیش ہے

*- دِ ایّامِ فرا (- ہی سہی (اسمٰعیل میرٹھی، حیات وکلیاتِ اسمٰعیل، ص ۳۲۰)

☆ **رہے* م اللہ کا (جامع)**

: ا کے سوا . فانی ہیں۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں، ا- اور سند بھی پیش ہے۔

بتوں کی بھی یہ* دو روز ہے

ہمیشہ رہے* م اللہ کا (میر محمد سجاد، بحوالہ / د- ی، ص ۱۱۲)

☆ **زمین کی پوچھی آسمان کی کہی (جامع)**

سوال کچھ اور جواب کچھ۔

جامع نے ''پوچھو زمین کی تو کہے آسمان کی'' درج کیا ہے۔ بورڈ نے ''زمین'' کے تحت میں متن ذرا سا+ ل کر اسے بطور محاورہ درج کیا ہے لیکن چوتھی جلد میں ''پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی'' کو کہاوت کے طور پر *- ہے (بورڈ کے اصول کے مطابق پہلے ''پوچھی'' لکھ کر اس کے تحت میں یہ کہاوت درج ہونی چاہیے تھی لیکن ''پوچھی'' کا + راج ہی نہیں ہے)۔ ان دو جلدوں میں بورڈ نے ظفر، سالک اور داغ کی اسناد دی ہیں۔ یہ کہاوت بعد کے دور میں بھی مستعمل رہی ہے۔ اس کی سند چاہیے، جو پیش ہے:

آزاد بے خودی کے نشیب و فراز دیکھ

پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی (ابوالکلام آزاد، کلیات، ص ۵۹)

☆ سان$ نکل H ِ (اس کی) لکیر C ِ کرو (جامع)

موقع ہاتھ سے جا* رہا اب سوائے افسوس کے کچھ چارہ نہیں۔

بورڈ نے اولین سند شاہ نصیر کے کلام سے دی ہے لیکن مہذب اللغات کے حوالے سے۔ یہاں حوالے کے ساتھ پیش ہے (لیکن متن ذرا مختلف ہے)۔ اس سے قبل میر کے ہاں بھی یہ کہاوت ملتی ہے۔ وہ بھی حاضر ہے:

کہاں پہنچیں مجھ *- یہ کیڑے حقیر

H ِ سان$ C ِ کریں اب لکیر (میر، کلیات، ج ۶، ص ۲۳۹)

خیالِ زلف میں ہر دم نصیر C ِ کر

H ِ ہے سان$ نکل اب لکیر C ِ کر (شاہ نصیر، چمنستانِ سخن،. حاشیہ، ص ۴۷)

☆ سر سہلائے بھیجا کھائے (جامع)

دوستی کے. دے میں دشمنی کر* ہے۔

بورڈ نے بطور محاورہ بھی درج کیا ہے اور بطور کہاوت بھی۔ کہاوت کے ساتھ شوق قدوائی کی سند دی ہے۔ اس سے قدیم سند موجود ہے:

*. خن سے منقار کے میرے داغِ جنوں کو زاغ کھجائے

عشق یہ تیری فطرت ہے تو سر سہلائے بھیجا کھائے (ذوق، کلیات، ج ۱، ص ۴۰۲)

☆ کاٹو + ن میں خون رلہو نہیں تھا (جامع)

بہت خوف زدہ تھا، سخت صدمے سے دوچار تھا۔

بورڈ نے اولین سند معروف کے دیوان (۱۸۴۶ء) سے دی ہے۔ اس سے قبل کی سند گلزارِ نسیم (سالِ تصنیف ۳۹-۱۸۳۸ء) کی موجود ہے:

دونوں کے رہی نہ جن تن میں

کاٹو تو لہو نہ تھا + ن میں (* شنکر نسیم، گلزار نسیم، ص ۱۹۱)

☆ کبھی کا دن. ا کبھی کی رات رکبھی کے دن. ے کبھی کی راتیں (جامع)

زمانہ اور حالات + لتے رہتے ہیں۔

بورڈ نے اولین سند ۱۸۷۸ء کی دی ہے جبکہ میر (متوفی ۱۸۱۰ء) کے ہاں موجود ہے:

حد $ ِ زلفِ دراز ان کے منھ کی * ت. ی

کبھو کے دن ہیں. ے * ں کبھو کی رات. ی (میر تقی میر، کلیات، ج ۳، ص ۲۲۰)

☆ **کم ٘ چ٭ ِ لانشیں (جامع)**

ایسی چیز جوکم قیمت بھی ہو اور اچھی بھی ہو۔

بورڈ نے ذوق کی سند دی ہے1 شعر کے متن میں ذرا سا فرق ہے:

کیے ضبط اشک آہ پہنچی فلک پ

مرا عشق کم ٘ چ٭ ِ لانشیں ہے (ذوق، کلیات، ج۱، ص۳۷۲)

☆ **کیا٭ پ وَں میں مہندی لگی ہے (بورڈ)**

آنے میں کوئی عذر مانع نہیں، آتے کیوں نہیں۔

جامع نے ''مہندی تو٭ پ وَں میں نہیں لگی'' ٭ ِ ہے۔دونوں کی سند موجود ہے۔ بورڈ نے سند نہیں دی۔

مہندی تو سراسر نہیں٭ پ وَں میں لگی ہے

تو بہر عیادت جو صنم اٹھ نہیں سکتا (شاہ نصیر، کلیات، ج۱، ص۲۰۰)

جاتے نہیں جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ

کیا٭ پ وَں میں ہے آپ کے مہندی لگی ہوئی (داغ٭ ِ دگارِ داغ، ص۵۳۹)

☆ **اَ بہ کشتن روز اول (جامع)**

ر (شروع ہی میں جما٭ ِ جاسکتا ہے۔

بورڈ نے اولین سند طلسم ہوش ٭ ِ (۱۸۹۱ء) کی دی ہے۔ جان صا # (متوفی ۱۸۸۶ء) کی سند موجود ہے:

اَ بہ کشتن روز اول مردوں کی ہے مثل

قرق تم جو روپیہ کرتے ہوا ےC عبث (جان صا # ، دیوان، ص ۳۱)

☆ **اَ ٹ سے مرے تو زہر کیوں دے/اَ ٹ سے مرے تو بس کا ہے کو/اَ ٹ سے مرے تو اسے زہر کیوں دے (جامع)**

جو کام ٘ می سے ہوجائے اس کے لیے سختی نہیں کرنی چاہیے۔بورڈ نے'' اَ ٹ سے جو مرے تو زہر کیوں دے/دو'' درج کیا ہے لیکن٭ ِ عتبارِ M''دو'' پہلے اور'' دے'' بعد میں٭ چاہیے۔ بورڈ نے ابن الوقت (۱۸۸۸ء) کی سند دی ہے، لیکن یہ کہاوت اس سے پہلے بھی مستعمل رہی ہے، 5حظہ ہو:

میٹھا اِس دیو کو کھلاؤ

اَ ٹ سے جو مرے تو زہر کیوں دو (٭ ِ شنکر نسیم، گلزارِ نسیم، ص ۱۶۱)

☆ لاٹھی مارنے سے ر مارے*پنی . انہیں ہو* (جامع)

عزیزوں کے درمیان کسی کے بہکانے سکھانے سے قرا$* رشتہ نہیں ٹوٹ جا* ۔

بورڈ نے اولین سند طلسم ہوش ڑ. سے دی ہے۔ اس سے قدیم سند پیش ہے:

تجھ*پس تو اک i ہے جانی

لاٹھی سے . انہ ہوگا* پنی (ڈ شنکر نسیم، گلزارِ نسیم، ص ۱۹۹)

☆ لہو لگا کر شہیدوں میں مل ہـ (جامع)

بورڈ نے بطور محاورہ ڈ ہے اور* رسبھا (۱۸۵۶ء) کی سند دی ہے۔ اس سے پہلے ذوق (متوفی ۱۸۵۴ء) نے* تھا:

گل اس ô کے زخم رسیدوں میں مل ہـ

یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل ہـ (ذوق، کلیات، ج ا، ص ۱۶۶)

☆ مر* کیا نہ کر* (جامع)

بے بسی کی حا * میں . کچھ کر* پ* ہے۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں۔ مز* ای سند حاضر ہے:

محبت میں نہ کیوں جی سے ا* ڑ*

سمجھ لے یوں کہ مر* کیا نہ کر* (شاد عظیم* . دی، کلیاتِ شاد، ج ا، ص ۲۵۲)

☆ مرد چوں پیر شود حرص جواں می ا دد (جامع)

,*ھاپے میں حرص و ہوس ,*ھ جاتی ہے۔

بورڈ نے درج کیا ہے لیکن کوئی سند نہیں دی۔ سند پیش ہے، البتہ اس سند میں "مرد" کی بجائے "شخص" * ہے۔ حالا è مرد اور شخص دونوں کا وزن ای ہے اور کہاوت میں بھی مرد کا لفظ ہے۔ ممکن ہے سہوِ کتا$ ہو۔

شخص چوں پیر شود حرص جواں می ا دد

فعل* کو نہیں مخصوص زمانہ کوئی (â شکوہ* . دی، کلیات، ۴۲۶)

☆ مردہ* ستِ ز* ہ (جامع)

غر$ اور کم زور ظالم کے ہاتھ میں بے بس ہے۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں۔ مز* ای سند حاضر ہے:

لاشے کو دفن کیجئے میرے کہ N دیجے

مردہ* * ز* ہ جو چاہیے سو کیجے (ذوق، کلیات، ج ا، ص ۳۹۵)

☆ **منھ سے بولو سر سے کھیلو / منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے (جامع / بورڈ)**

خاموش کیوں ہو، کچھ* ت کرو* لکل خاموش ہے، کچھ* ت ہی نہیں کر* ۔

بورڈ نے بہادر شاہ ظفر کی سند دی ہے۔ یہ کہاوت ذوق نے بھی استعمال کی ہے:

ڈسا ہو کالے نے جس کو کافر سو وہ فسوں کے ا* سے کھیلے

دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے (ذوق، کلیات، ج۱، ص ۳۹۸)

☆ **منھ سے نکلی پ* ائی ہوئی (جامع)**

* ت منھ سے نکل جائے تو اپنے قابو سے* ہر ہو جاتی ہے۔

بورڈ نے اولین سند کلیات قدر (۱۸۸۳ء) سے دی ہے جبکہ آتش (متوفی ۱۸۴۷ء) کی سند موجود ہے:

یہ صدا آتی ہے خموشی سے

منھ سے نکلی ہوئی پ* ائی* ت (آتش، کلیات، ج۱، ص ۳۳۹)

☆ **میں کون تو کون (بورڈ)**

تیرا میرا کوئی تعلق نہیں، مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

بورڈ نے محاورے کے طور پ* درج کیا ہے، کوئی سند نہیں دی۔ سند حاضر ہے:

جھنجھلا کے آ* بولا یہ مجھ سے

تو کون میں کون اے واہ اے واہ (میر سوز، کلیات، ص ۲۰۹)

☆ **مینڈکی (بھی) چلی مداروں کو (جامع)**

کمینے* نکمے آدمی نے بھی ب* ا حوصلہ کیا۔

بورڈ نے اولین سند ۱۹۳۰ء کی دی ہے، اس سے پہلے کی سند موجود ہے:

ساتھ لے دے کے اپنے* روں کو

مینڈکی بھی چلی مداروں کو (شوق لکھنوی، مثنوی* ت شوق، ص ۱۷۹)

☆ **Õ رخانے میں طوطی کی آواز / صدا کون 7* ہے (جامع)**

ب* ے آدمیوں میں چھوٹے کی آواز کوئی نہیں 7* ، بہت سے آدمیوں کے آگے ا* کی نہیں چلتی۔ بورڈ نے قدیم * ین سند ۱۸۸۸ء کی دی ہے کیوè اس سے قبل ذوق کی جو سند ہے اس میں ''آواز'' کی بجائے ''صدا'' کا لفظ* ہے اور بورڈ کے اصولوں کے مطابق بجا طور پ* یہ سند نہیں لی جاسکتی۔ بہرحال، ''صدا'' کی سند حاضر ہے۔

مرے* لوں سے پ# ہیں مرغ خوش الحاں زمانے میں

صدا طوطی کی 7* کون ہے Õ رخانے میں (ذوق، کلیات، ج۱، ص ۲۷۴)

☆ **نیل کا ماٹ بگڑا ہے (جامع)**

سارا کام ٔ اب ہHی ۔

بورڈ نے بطور محاورہ درج کر کے اسناد ﷺ دہ دی ہیں اور بطور کہاوت صرف ای سند دی ہے جو شوق قدوائی کی ہے۔ نیز کہاوت کے صرف ای معنی دیے ہیں ، دوسرے معنی بھی ہیں : شامت آئی ہے، کم بختی آئی ہے۔ان معنوں میں سند حاضر ہے جو قدیم ۃ بھی ہے:

فرعون اور تجھ سے ہو دعویٰ ہمسری

شا‡ بگڑHی ہے کہیں ماٹ نیل کا (قدر، کلیات، ص ۱۰۰)

☆ **ولی کے گھر شیطان (جامع)**

نیک کی اولاد+ ۔

اس کا ای متن ''ولی کے نطفے سے شیطان'' بھی ملتا ہے، بورڈ نے ولی کے گھر (میں) شیطان درج کیا ہے ،کوئی سند نہیں دی۔

کہتا ہے یہ $ سودا لاحول ولا قوۃ

ولیوں کے بھی نطفے سے شیطان 3 ہیں (سودا،کلیات، ج۱، ۳۳۷)

☆ **وہ مر گئے ہمیں مرٗ ہے (جامع)**

ا م کار ہرای کو مرٗ ہے، کوئی ٔ ت کسی ایسے شخص کے حوالے سے ٔ ی اس کے * رے میں کہنے ,, جو مر چکا ہو بطور قسم * ی سچائی کی یقین دہانی کے لیے کہتے ہیں۔

بورڈ نے صرف ای سند دی ہے جو ۱۸۱۷ء کی دی ہے۔ یہ کہاوت بعد کے دور میں بھی مستعمل رہی ہے۔ سند بھی موجود ہے:

پس از معشوق مرٗ عشق کو + ٔ م کرٗ ہے

: امجنوں کو بخشے مرHی اور مجھ کو مرٗ ہے (شاد عظیم ۴ دی، کلیات، ج ۲، ص ۴۲۱)

☆ **ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے (جامع)**

ج * ت ظاہر ہو اس کے د ﷺ یفت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

بورڈ نے اولین سند ۱۸۰۳ء کی دی ہے، جبکہ مصحفی کے ہاں استعمال ملتا ہے:

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھ لے * روں کا ہے یہ نقشا (مصحفی ،کلیات، ج ۹، ص ۵۸)

☆ **ہر چہ * د * د (جامع)**

جو ہوٗ ہے ہو، # کام شروع کر ﷺ ی تو نتیجے کی ,, وا نہیں کرنی چاہیے۔

بورڈ نے درج کیا ہے اسناد بھی دی ہیں، ا یـ اور سند بھی پیش ہے:

رہ میں طوفان ہو*ـ یا داب

کشتی مت روک ہر چہ* د*. د (مجروح، دیوان،ص۷۲)

☆ یـ *۰ رصد بیمار (جامع)

چیز تھوڑی اور طلب گار بہت۔

بورڈ نے اسناد دی ہیں، ا یـ اور سند بھی حاضر ہے:

ا یـ دل اور خوا ۔ گار ہزار

کیا کروں یـ *۰ رصد بیمار (مجروح، دیوان،ص ۷۶)

حواشی

۱۔ 5حظہ کیجیے*. ب اول و دوم۔

۲۔ 5حظہ ہو''غزل، قصیدہ اور مثنوی'' کے ذیل میں استعارے، محاورے اور روزمرہ کی بحث۔

۳۔ مشمولہ صحیفہ، لاہور، شمارہ ۳۱،ص۲۵۔۹

۴۔ اس کی مختلف جلدوں کی محض ورق گ دانی ہی سے # ازہ ہوجا* ہے کہ یہ کام کس قدر وسیع اور عمیق ہے اور اس میں اردو کے محاورات اور ضرب الامثال کی کتنی .ڑی تعداد کا # راج ہے۔

۵۔ 5حظہ ہو: اردو ادب، دہلی، شمارہ جولائی ستمبر، ۲۰۰۷ء؛ نیز غا . ، کراچی، شمارہ ۲۲۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ اد$. ،مسعود حسن رضوی (مر$)، فرہنگِ امثال، کتاب نگر، لکھنؤ، اشاعتِ سوم، ۱۹۵۸ء۔

۲۔ اردو لغت بورڈ (مرتبہ)، اردو لغت* ر [اصول پر، جلد یکم* بیست و دوم، اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۷۷ء* ۲۰۱۰ء۔

۳۔ اگاسکر، یونس، اردو کہاوتیں اور ان کے سماجی و لسانی پہلو، موڈرن ò ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۸ء۔

۴۔ اسمٰعیل میرٹھی، حیات و کلیاتِ اسمٰعیل، مرتبہ محمد اسلم سیفی، مکتبۂ جامعہ ¯ اسلامیہ، دہلی، ۱۹۳۹ء۔

۵۔ آتش لکھنوی، خواجہ حیدر علی، کلیاتِ آتش، ج۲، مرتبہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، مجلس ۔ قیِ ادب، لاہور، ۱۹۷۳ء۔

۶۔ آزاد، ابوالکلام، کلیاتِ آزاد، مرتبہ ابوسلمان شاہ جہاں پوری، ابوالکلام آزاد ر ^ چ انسٹی ٹیوٹ، کراچی، ۱۹۹۷ء

۷۔ آرزو لکھنوی، فغانِ آرزو، ادارۂ اشاعتِ اردو، حیدر* . د دکن، طبع دوم، ۱۹۴۵ء۔

۸۔ جان صا # ، میر* رعلی، کلیاتِ میر* رعلی مشہور بہ جان صا # ، مطبع * ز، دکن، ۱۳۰۹ ہجری۔

۹۔ جلیل ما ۔ پوری،* ج سخن، Â می پریس، لکھنؤ، ۱۹۱۰ء۔

۱۰۔ حالی، الطاف حسین، مقدمۂ شعر و شاعری، کشمیر کتاب گھر، لاہور، سن # ارد۔

۱۱۔ داغ دہلوی، نواب میرزا خاں، یادگارِ داغ، مرتبہ کلب علی کاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۸۴ء۔

۱۲۔ درد دہلوی، خواجہ میر، دیوانِ درد، مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۶۲ء۔

۱۳۔ ذوق، شیخ محمد ابراہیم، کلیاتِ ذوق، ج۱، مرتبہ تنویر احمد علوی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۶۷ء۔

۱۴۔ ذوق، شیخ محمد ابراہیم، کلیاتِ ذوق، ج۲، مرتبہ تنویر احمد علوی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۶۷ء۔

۱۵۔ سبزواری، شو ، اردو روزمرہ اور محاورہ، مشمولہ صحیفہ، لاہور، شمارہ ۳۱، اکتوبر ۱۹۶۲ء۔

۱۶۔ سرہندی، وارث (مر$)، جامع الامثال، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔

۱۷۔ سودا، مرزا رفیع، کلیاتِ سودا، ج۱، مرتبہ محمد شمس الدین صدیقی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۷۳ء۔

۱۸۔ سوز، میر، کلیاتِ میر سوز، مرتبہ سید علی حیدر ، ادارۂ تحقیقاتِ عربی و فارسی، پٹنہ،۱۹۷۷ء۔

۱۹۔ شاد عظیم آبادی، کلیاتِ شاد، ج۱، مرتبہ کلیم الدین احمد، بہار اردو اکیڈمی، پٹنہ، ۱۹۷۵ء۔

۲۰۔ شاد عظیم آبادی، کلیاتِ شاد، ج۲، مرتبہ کلیم الدین احمد، بہار اردو اکیڈمی، پٹنہ، ۱۹۷۵ء۔

۲۱۔ شاہ نصیر، کلیات، ج۱، مرتبہ تنویر احمد علوی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۷۱ء۔

۲۲۔ شاہ نصیر، کلیات، ج۲، مرتبہ تنویر احمد علوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۷ء۔

۲۳۔ شاہ نصیر، چمنستانِ سخن، مطبع . می، دہلی،۱۳۱۴ہجری۔

۲۴۔ شوق لکھنوی، نواب مرزا، مثنویاتِ شوق، مرتبہ رشید حسن خان، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۹۹ء۔

۲۴۔ شیفتہ، مصطفیٰ خاں، کلیاتِ شیفتہ، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۵ء۔

۲۵۔ صدیقی، ابواللیث، لکھنؤ کا دبستانِ شاعری، غضنفر اکیڈمی پاکستان، کراچی، طبع ثانی ۱۹۸۷ء۔

۲۶۔ صفیر بلگرامی، سید فرزند احمد، تذکرۂ جلوۂ خضر، ج۱، صفیر بلگرامی اکیڈمی، کراچی، اشاعتِ دوم، ۲۰۰۹ء۔

۲۷۔ عالم، محبوب (مر$)، محبوب الامثال، پیسی اخبار، لاہور، اشاعتِ سوم ۱۹۳۶ء۔

۲۸۔ عبدالرشید، اردو لغت ر [اصول : چند معروضات، مشمولہ اردو ادب، دہلی، جولائی ستمبر ۲۰۰۷ء۔

۲۹۔ عبدالرشید، کچھ اور محاورات، مشمولہ غا ، کراچی، شمارہ ۲۲،۲۰۱۳ء۔

۳۰۔ قائم چاند پوری، قیام الدین، کلیاتِ قائم، ج۱، مرتبہ اقتدا حسن، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۵ء۔

۳۱۔ قائم چاند پوری، قیام الدین، مخزنِ نکات، مرتبہ اقتدا حسن، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء۔

۳۲۔ قدر بلگرامی، غلام حسین، کلیاتِ قدر، مطبع مفیدِ عام، آگرہ، ۱۸۹۱ء۔

۳۳۔ گردیزی، علی الحسینی، تذکرۂ ریختہ گویاں، مرتبہ اکبر حیدری کاشمیری، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۹۵ء۔

۳۴۔ مجروح، میر مہدی حسین، مظہرِ معانی معروف بہ دیوانِ مجروح، سرافراز پریس، دہلی، ۱۸۹۹ء۔

۳۵۔ مصحفی، غلام ہمدانی، کلیات، ج ۱، مرتبہ نورالحسن نقوی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۶۸ء۔

۳۶۔ مصحفی، غلام ہمدانی، کلیات، ج ۷، مرتبہ نورالحسن نقوی، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۹۵ء۔

۳۷۔ مصحفی، غلام ہمدانی، کلیات، ج ۹، مرتبہ نورالحسن نقوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع سوم،۱۹۹۹ء۔

٣٨۔ ạ شکوہ٭ دی، کلیاتِ ạ ،مطبع ثمرِ ہند،لکھنؤ، ۱۸۷۹ء۔

٣٩۔ میر، میرتقی، کلیاتِ میر ،ج۱، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۸۶ء ۔

۴۰۔ میر، میرتقی، کلیاتِ میر ،ج۳، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور،طبعِ دوم،۱۹۹۲ء ۔

۴۱۔ میر، میرتقی، کلیاتِ میر ،ج۶، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۸۴ء ۔

۴۲۔ *۰سخ، شیخ امام بخش، کلیات، ج۱، مرتبہ یونس جا± ، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۷ء۔

۴۳۔ + وی، عبدالسلام، شعرالہند، ج۲، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۹ء۔

۴۴۔ نسیم لکھنوی، پنڈت ڈ* شنکر، گلزارِ نسیم، مرتبہ رشید حسن خان، مجلس ترقی ادب ، لاہور، ۲۰۰۷ء ۔

۴۵۔ نسیم لکھنوی، پنڈت ڈ* شنکر نسیم، دیوانِ نسیم، مطبع نیٹو کرسچن آ. فن، لکھنؤ، ۱۸۷۳ء۔

۴۶۔ نصیر: دیکھیے :شاہ نصیر۔

۴۷۔ Ä طباطبائی، علی حیدر، دیوانِ طباطبائی یعنی صوتِ تغزل، مکتبۂ ا. اہیمیہ ،حیدر٭ دکن، ۱۹۳۳ء۔

۴۸۔ uنہ چنگیزی، گنجینہ، قومی دارالاشا ؍ ، لاہور۔